81132 - عذر کی بنا پر رمضان کے روزے چھوڑنے والے کا فطرانہ

سوال

کیا عذر مثلا سفر یا بیماری کی بنا پر مکمل رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنے والے پر بھی فطرانہ ادا کرنا فرض ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

آئمہ اربعہ وغیرہ میں سے جمہور اہل علم کا یہ کہنا ہے کہ فطرانہ کی ادائیگی ہر مسلمان شخص پر فرض ہے، چاہے وہ روزے نہ بھی رکھے، اس میں سعید بن مسیب اور حسن بصری رحمہما اللہ کے علاوہ کسی اور نے مخالفت نہیں کی، ان دونوں کا کہنا ہے کہ:

" فطرانہ صرف روزہ رکھنے والے پر ہی فرض ہے، لیکن درج ذیل دلائل کی بنا پر جمہور اہل علم کا قول ہی صحیح ہے:

1 ـ فطرانہ کی فرضیت کی اصل حدیث کا عموم.

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ میں ایك صاع جو، یا ایك صاع کھجور ہر غلام اور آزاد، مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمان پر فرض کیا، اور حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کے لیے جانے سے قبل فطرانہ ادا کیا جائے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1503) صحیح مسلم حدیث نمبر (984).

تو اس حدیث میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا قول: " ہر چھوٹے " اس میں وہ بھی شامل ہے جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو.

2 ـ صدقات اور زکاۃ کی مشروعیت میں غالبا مسکین اور فقیر کی مصلحت اور معاشرے کا عمومی ایك دوسرے کے ساتھ تعاون مد نظر رکھا گیا ہے، اور یہ سب سے زیادہ فطرانہ میں ظاہر ہوتا ہے، کہ ہر چھوٹے اور بڑے غلام اور آزاد مرد و عورت پر فطرانہ فرض کیا گیا ہے، اور شارع نے اس کی فرضیت میں نہ تو نصاب کی شرط رکھی ہے، اور

نہ ہی سال کی، اسی لیے یہ اس پر بھی فرض ہوتا ہے جو کسی عذر یا بغیر عذر کے روزے نہ رکھ سکا ہو، وہ بھی اس فطرانہ کی فرضیت کے مقصد کے ضمن میں آتا ہے.

3 ـ اور جس نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کے لیے لغو و بےہودگی سے پاکی اور مساکین کے لیے بطور کھانا فطرانہ فرض کیا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (1609).

استدلال میں ان کا کہنا ہے: " روزہ دار کے لیے پاکی " یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فطرانہ صرف روزے دار پر فرض ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ا سکا جواب دیتے ہوئے کہا ہے:

" یہاں تطہیر اور پاکی کو غالب طور پر ذکر کیا گیا ہے، جس طرح کہ فطرانہ اس پر فرض ہے جو گناہ نہیں کرتا، مثلا متحقق صلاح، اور یا وہ شخص جو غروب شمس سے کچھ دیر قبل اسلام لایا ہو " انتہی.

دیکھیں: فتح الباری (3 / 369).

ابن حجر رحمہ اللہ کی کلام کا معنی یہ ہے کہ: غالب طور پر فطرانہ اس لیے مشروع کیا گیا ہے یہ روزہ دار کو پاک کرتا ہے، لیکن یہ پاکی اس کے فرض ہونے کی شرط نہیں، اس کی مثال زکاۃ کا مال ہے، کیونکہ یہ بھی مال کو پاک صاف کرنے کے لیے فرض کی گئی ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

آپ ان کے مالوں سے صدقہ (زکاۃ) لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاك صاف کردیں، اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلا شبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمنان ہے، اور اللہ تعالی خوب سنتا اور خوب جانتا ہے التوبۃ (103).

اور اسکے باوجود زکاۃ چھوٹے بچے کے مال میں بھی فرض ہوتی ہے، حالانکہ وہ تطہیر کا محتاج نہیں، کیونکہ اس کی کوئی برائی نہیں لکھی جاتی.

لیکن شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ نے ا سکا ایك اور جواب دیتے ہوئے کہا ہے:

" بچوں اور غير مكلف افراد، اور سفر يا بيمارى كے عذر كى بنا پر روزے نہ ركھنے والوں كا فطرانہ ادا كرنا حديث كے تحت آتا ہے، اور غير مكلفين كے اولياء كے ليے پاكيزگى كا باعث ہوگا، اور عذر كى بنا پر روزے نہ ركھنے والوں كے ليے بھى پاكيزگى كا باعث ہے، كيونكہ وہ عذ زائل ہونے كے بعد روزے ركھينگے، تو اس طرح روزے ركھنے يا روزوں كى تكميل سے قبل ہى پاكيزگى حاصل ہوگى " انتہى.

ديكھيں: فتاوى الزكاۃ (فطرانہ) (2).

واللہ اعلم .